

مکتوب (۶۴)

﴿۶۴﴾ وَمَنْ كِتَابَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بجواب معاویہ

إِلَى مُعَاوِيَةَ جَوْابًا

جیسا کہ تم نے لکھا ہے (اسلام سے پہلے) ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاق و اتحاد تھا، لیکن کل ہم اور تم میں تفرقہ یہ پڑا کہ ہم ایمان لائے اور تم نے کفر اختیار کیا اور آج یہ ہے کہ ہم حق پر مضبوطی سے جمنے ہوئے ہیں اور تم فتنوں میں پڑ گئے ہو۔ اور تم میں سے جو بھی اسلام لایا تھا وہ مجبوری سے، اور وہ اس وقت کہ جب تمام (اشراف عرب) اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو چکے تھے۔

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّا كُنَّا نَحْنُ وَ أَنْتُمْ عَلَى مَا ذَكَرْتُمْ مِنَ الْإِلْفَةِ وَ الْجَمَاعَةِ، فَفَرَّقَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ، أَمْسِ أَنَا أَمْنَا وَ كَفَرْتُمْ، وَ الْيَوْمَ أَنَا اسْتَقَمْنَا وَ فِتْنْتُمْ، وَ مَا أَسَلَمَ مُسْلِمُكُمْ إِلَّا كُرْهًا، وَ بَعْدَ أَنْ كَانَ أَنْفِ الْإِسْلَامِ كُلَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِزْبًا.

تم نے (اپنے خط میں) ذکر کیا ہے کہ میں نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا اور عائشہ کو گھر سے نکالا اور (مدینہ چھوڑ کر) کوفہ و بصرہ میں قیام کیا، مگر یہ وہ باتیں ہیں جن کا تم سے کوئی واسطہ نہیں، نہ یہ تم پر کوئی زیادتی ہے، نہ تم سے عذر خواہی کی اس میں ضرورت ہے۔

وَ ذَكَرْتَ أَنِّي قَتَلْتُ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرِ، وَ شَرَدْتُ بِعَائِشَةَ، وَ نَزَلْتُ بَيْنَ الْبُصَيْرِينَ، وَ ذَلِكَ أَمْرٌ غِيبَتْ عَنْهُ، فَلَا عَلَيْكَ وَ لَا الْعُدْرُ فِيهِ إِلَيْكَ.

اور تم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تم مہاجرین و انصار کے جھٹے کے ساتھ مجھ سے ملنے (مقابلہ) کو نکلنے والے ہو، لیکن ہجرت کا دروازہ تو اسی دن بند ہو گیا تھا جس دن تمہارا بھائی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اگر جنگ کی تمہیں اتنی ہی جلدی ہے تو ذرا دم لو۔ ہو سکتا ہے کہ میں خود تم سے ملنے آ جاؤں اور یہ ٹھیک ہوگا اس اعتبار سے کہ اللہ نے تمہیں سزا دینے کیلئے مجھے مقرر کیا ہوگا۔ اور اگر تم مجھ سے ملنے کو آئے تو وہ ہوگا جو شاعر بنی اسد نے کہا ہے:

وَ ذَكَرْتَ أَنَّكَ زَأْرِي فِي الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ، وَ قَدْ انْقَطَعَتِ الْهَجْرَةُ يَوْمَ أَسَرَ أَخُوكَ، فَإِنْ كَانَ فِيكَ عَجَلٌ فَاسْتَرْفِهِ، فَإِنِّي إِنْ أَرَزَكَ فَذَلِكَ جَدِيدٌ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ إِنَّمَا بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِلنَّقْمَةِ مِنْكَ، وَ إِنْ تَزُرْنِي فَكَمَا قَالَ أَحُوْبَنِي أَسَدٍ:

”وہ موسم گرما کی ایسی ہواؤں کا سامنا کر رہے ہیں جو نشیبوں اور چٹانوں میں ان پر سنگریزوں کی بارش کر رہی ہیں۔“

مُسْتَقْبِلِينَ رِيَّاحَ الصَّيْفِ تَضْرِبُهُمْ بِحَاصِبٍ بَيْنَ أَغْوَارٍ وَ جُلُودٍ وَ عِنْدِي السَّيْفُ الذِّي أَعْضَضْتُهُ بِجِدِّكَ وَ خَالِكَ وَ أَخِيكَ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ، وَ إِنَّكَ وَ اللَّهُ! مَا عَلِمْتُ الْأَغْلُفَ الْقَلْبِ،

میرے ہاتھ میں وہی تلوار ہے جس کی گزند سے تمہارے نانا، تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کو ایک ہی جگہ پہنچا چکا ہوں۔ خدا کی قسم! تم جیسا میں جانتا ہوں ایسے ہو جس کے دل پر تمہیں چڑھی

ہوئی ہیں اور جس کی عقل بہت محدود ہے۔ تمہارے بارے میں یہی کہنا زیادہ مناسب ہے کہ تم ایک ایسی سیڑھی پر چڑھ گئے ہو جہاں پر سے تمہارے لئے برا منظر پیش نظر ہو سکتا ہے، جس میں تمہارا برا ہی ہوگا، بھلا نہیں ہوگا۔ کیونکہ غیر کی کھوئی ہوئی چیز کی جستجو میں ہو اور دوسرے کے چوپائے چرانے لگے ہو، اور ایسی چیز کیلئے ہاتھ پیر مار رہے ہو جس کے نہ تم اہل ہو اور نہ تمہارا اس سے کوئی بنیادی لگاؤ ہے۔

تمہارے قول و فعل میں کتنا فرق ہے اور تمہیں اپنے ان پچاؤں اور ماموؤں سے کتنی قریبی شباہت ہے جنہیں بدبختی و آرزوئے باطل نے محمد ﷺ کے انکار پر ابھارا تھا، جس کے انجام میں وہ قتل ہو ہو کر گرے۔ اور جیسا تمہیں معلوم ہے کہ نہ کسی بلا کو وہ ٹال سکے اور نہ اپنے محفوظ احاطہ کی حفاظت کر سکے، ان تلواروں کی مار سے جن سے میدان و غا خالی نہیں ہوتا اور جن میں سستی کا گز نہیں۔

اور تم نے عثمان کے قاتلوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے تو پہلے میری بیعت میں داخل ہو جاؤ جس میں سب داخل ہو چکے ہیں۔ پھر میری عدالت میں ان لوگوں پر مقدمہ دائر کرنا، تو میں کتاب خدا کی رو سے تمہارا اور ان کا فیصلہ کر دوں گا۔ لیکن یہ جو تم چاہ رہے ہو تو یہ وہ دھوکا ہے جو بچہ کو دودھ سے روکنے کیلئے دیا جاتا ہے۔ سلام اس پر جو اس کا اہل ہو!۔

--☆☆--

الْبُقَارِبِ الْعَقْلِ، وَ الْأَوَّلَى أَنْ يُقَالَ لَكَ:
إِنَّكَ رَقِيبَتٌ سُلْمًا أَطْلَعَكَ مَطْلَعِ
سُوِّ عَيْنِكَ لَا لَكَ، لِأَنَّكَ نَشَدْتِ
غَيْرَ ضَالَّتِكَ، وَ رَعَيْتِ غَيْرَ سَائِمَتِكَ،
وَ طَلَبْتِ أَمْرًا لَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ، وَ
لَا فِي مَعْدِنِهِ.

فَمَا أَبْعَدَ قَوْلِكَ مِنْ فِعْلِكَ، وَ قَرِيبٌ مَّا
أَشْبَهَتْ مِنْ أَعْمَامٍ وَ أَخْوَالٍ، حَمَلْتَهُمْ
الشَّقَاوَةَ، وَ تَمَّتِي الْبِاطِلِ عَلَى الْجُحُودِ
بِمُحَمَّدٍ ﷺ، فَصَرِعُوا مَصَارِعَهُمْ حَيْثُ
عَلِمْتِ، لَمْ يَدْفَعُوا عَظِيمًا، وَ لَمْ يَمْنَعُوا
حَرِيبًا بَوَاقِ سُبُوفٍ، مَّا خَلَا مِنْهَا الْوَعْيُ، وَ
لَمْ تُبَاشِرْهَا الْهُوَيْنِي.

وَ قَدْ أَكْثَرْتَ فِي قِتْلَةِ عُثْمَانَ، فَادْخُلِي
فِيهَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ، ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ
الَّذِي أَحْبَبْتَ وَإِيَّاهُمْ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، وَ
أَمَّا تِلْكَ الَّتِي تُرِيدُ، فَإِنَّهَا خُدْعَةٌ
الصَّبِيِّ عَنِ اللَّبَنِ فِي أَوَّلِ الْفِصَالِ، وَ
السَّلَامُ لِأَهْلِهِ.

-----☆☆-----

ط معاویہ نے امیر المؤمنین علیؑ کو ایک خط تحریر کیا تھا جس میں باہمی یکجہتی و اتفاق کا تذکرہ کرنے کے بعد آپؑ پر طلحہ و زبیر کے قتل اور ام المؤمنین عائشہؓ کو گھر سے بے گھر کرنے کا الزام لگایا اور مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو مرکز قرار دینے پر اعتراض کیا اور آخر میں جنگ کی دھمکی دیتے ہوئے لکھا کہ میں انصار و مہاجرین کے جتھے کے ساتھ جنگ کیلئے نکلنے والا ہوں۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں یہ مکتوب اس کے نام لکھا جس میں اس کے دعوئے اتحاد و یکجہتی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یہ ماننا کہ ہم میں اور تم میں اتحاد ہوگا مگر اسلام کے بعد ہم میں اور تم میں

ایسی خلیج حاصل ہو چکی ہے جسے پانا نہیں جاسکتا اور ایسا تفرقہ پڑ گیا ہے جسے مٹایا نہیں جاسکتا۔ وہ اس طرح کہ ہم نے پیغمبر ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام میں سبقت کی اور تمہاری حالت یہ تھی کہ تم اس وقت کفر و جہالت میں پڑے ہوئے تھے جس سے ہماری اور تمہاری راہیں الگ الگ ہو گئیں۔ البتہ جب اسلام کے قدم جم گئے اور اشراف عرب حلقہ گوش اسلام ہو چکے تو تم نے مجبوری کے عالم میں اطاعت قبول کر لی اور چہروں پر اسلام کی نقاب ڈال کر اپنی جانوں کا تحفظ کر لیا؛ مگر در پردہ اس کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے کیلئے فتنوں کو ہوا دیتے رہے اور ہم نے چونکہ رضا و رغبت سے اسلام قبول کیا تھا اس لئے راہِ حق پر جمے رہے اور کسی مرحلہ پر ہمارے ثبات قدم میں جنبش نہ آئی، لہذا تمہارا اسلام لانا بھی ہمیں تمہارا ہمنوا نہ بنا سکا۔

اب رہا اس کا یہ الزام کہ حضرت نے طلحہ و زبیر کے قتل کا سرو سامان کیا تو اگر اس الزام کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ انہوں نے حضرت کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کی تھی اور بیعت کو توڑ کر جنگ کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ لہذا اگر وہ بغاوت کے سلسلہ میں مارے گئے تو ان کا خون رائیگاں سمجھا جائے گا اور قتل کرنے والے پر الزام عائد نہ ہوگا۔ کیونکہ امام برحق کے خلاف بغاوت کرنے والے کی سزا قتل اور اس سے جنگ و قتال بلاشبہ جائز ہے۔ اور اصل واقعہ یہ ہے کہ اس الزام کی کوئی اصلیت ہی نہیں ہے، کیونکہ طلحہ اپنے ہی گروہ کے ایک فرد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ چنانچہ صاحب استیعاب تحریر فرماتے ہیں:

رَبُّهُ مَرْوَانَ؛ طَلْحَةَ بِسَهْمِهِ، ثُمَّ التَّمَّتْ إِلَى آبَاتِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ: قَدْ كَفَّيْنَاكَ
بَعْضَ قَتْلَةِ أَبِيكَ.

مروان نے طلحہ کو تیر سے مارا اور پھر ابان ابن عثمان سے کہا کہ ہم نے تمہارے باپ کے بعض قاتلوں سے بدلہ لے کر تمہیں اس مہم سے سبکدوش کر دیا ہے۔ (استیعاب، ج ۲، ص ۲۲۳)

اور زبیر بصرہ سے پلٹتے ہوئے وادی السباع میں عمرو ابن جرموز کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے، جس میں امیر المؤمنین علیؑ کا کوئی ایمانہ تھا۔ اسی طرح حضرت عائشہ اس باغی گروہ کی سربراہ بن کر خود سے نکل کھڑی ہوئی تھیں اور امیر المؤمنین علیؑ نے انہیں متعدد دفعہ سمجھایا کہ وہ اپنے موقف کو پہچانیں اور اپنے حدود کار سے قدم باہر نہ نکالیں۔ مگر ان پر ان باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اسی نوعیت کی یہ نکتہ چینی ہے کہ حضرت نے مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اس لئے دار الخلافہ بنایا کہ مدینہ بڑوں کو اپنے سے الگ کر دیتا ہے اور گندگی کو چھانٹ دیتا ہے۔

اس کا جواب تو بس اتنا ہی ہے کہ وہ خود بھی تو مدینہ کو چھوڑ کر ہمیشہ شام ہی کو اپنا مرکز بناتے رہا تو اس صورت میں اسے حضرت کے مرکز بدلنے پر کیا حق اعتراض پہنچتا ہے۔ اگر حضرت نے مدینہ کو چھوڑا تو اس کی وجہ وہ شورشیں تھیں جو ہر طرف سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں جن کی روک تھام کیلئے ایسے ہی مقام کو مرکز قرار دینا مفید ثابت ہو سکتا تھا کہ جہاں سے ہر وقت فوجی امداد حاصل کی جاسکے۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیؑ نے جنگ جمل کے موقع پر دیکھ لیا تھا کہ اہل کوفہ کی غاصی بڑی اکثریت نے آپ کے ساتھ تعاون کیا ہے، لہذا اسے فوجی جھڑائی قرار دے کر بڑی آسانی سے دشمن کا دفاع کیا جاسکتا ہے اور مدینہ فوجی کمک کے اعتبار سے اور نہ رسد رسانی کے لحاظ سے مفید تھا۔

آخر میں معاویہ کی یہ دھمکی کہ وہ مہاجرین و انصار کے گروہ کے ساتھ نکلنے والا ہے تو حضرتؓ نے اس کا بڑے لطیف پیرا یہ میں یہ جواب دیا ہے کہ اب تم مہاجر کہاں سے لاؤ گے جبکہ ہجرت کا دروازہ اسی دن بند ہو گیا تھا کہ جب تمہارا بھائی یزید ابن ابی سفیان اسیر ہوا تھا اور یہ فتح مکہ کے موقع پر گرفتار ہوا تھا اور فتح مکہ کے بعد ہجرت کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ کوئی ”مہاجر“ کہلا سکے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ: ”فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے۔“ (صحیح البخاری، ج ۷ ص ۱۹۳، حدیث ۲۷۸۳)

☆☆☆☆☆

مکتوب (۶۵)

معاویہ کے نام

اب اس کا وقت ہے کہ روشن حقیقتوں کو دیکھ کر ان سے فائدہ اٹھا لو۔ مگر تم تو باطل دعویٰ کرنے، کذب و فریب میں لوگوں کو جھوٹکنے، اپنی حیثیت سے بلند چیز کا ادعا کرنے اور ممنوعہ چیزوں کو ہتھیا لینے میں اپنے بزرگوں کے مسلک پر چل رہے ہو۔ یہ اس لئے کہ حق سے بھاگنا چاہتے ہو اور ان چیزوں سے کہ جو گوشت و خون سے بھی زیادہ تم سے چمٹی ہوئی ہیں اور تمہارے کانوں میں محفوظ اور سینے میں بھری ہوئی ہیں، انکار کرنا چاہتے ہو۔ تو حق کو چھوڑنے کے بعد کھلی ہوئی گمراہی اور بیان حقیقت کے نظر انداز کئے جانے کے بعد سراسر فریب کاری کے سوا اور ہے ہی کیا۔ لہذا شبہات اور ان کی تلبیس کا ریوں سے بچو۔ کیونکہ فتنے مدت سے دامن لٹکائے ہوئے ہیں اور ان کے اندھیروں نے آنکھوں کو چندھیار رکھا ہے۔

تمہارا خط^ط مجھے ملا ہے، ایسا کہ جس میں قسم قسم کی بے جوڑ باتیں ہیں، جن سے صلح و امن کے مقصد کو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی اور اس میں ایسے خرافات ہیں کہ جن کے تانے بانے کو علم و دانائی سے نہیں بنا۔ تم تو ان باتوں کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہو جیسے کوئی دلدل میں دھنستا جا رہا ہو اور اندھے کنویں میں ہاتھ پیر مار رہا ہو۔ تم اپنے کو اونچا کر کے

(۶۵) وَمِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِلَيْهِ أَيْضًا

أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ أَنْ لَكَ أَنْ تَنْتَفِعَ بِاللَّحِ
الْبَاصِرِ مِنْ عِيَانِ الْأُمُورِ، فَقَدْ سَلَكْتَ
مَدَارِجَ أَسْلَافِكَ، بِإِدْعَائِكَ الْإِبَاطِيلَ، وَ
اِفْتِحَامِكَ غُرُورَ الْمِينِ وَ الْكَاذِيبِ، وَ
بِإِنْتِحَالِكَ مَا قَدْ عَلَا عَنْكَ، وَ ابْتِرَازِكَ لِمَا
اخْتَزِنَ دُونَكَ، فِرَارًا مِنَ الْحَقِّ، وَ جُحُودًا
لِمَا هُوَ الزَّمْرُ لَكَ، مِنْ لَحْمِكَ وَ دَمِكَ، مِمَّا قَدْ
وَعَاكَ سَنَعُكَ، وَ مَلِجَ بِهِ صَدْرُكَ، ﴿فَمَاذَا بَعْدَ
الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَلُ؟﴾ الْمُبِينِ؟! وَ بَعْدَ الْبَيَانِ
إِلَّا اللَّبْسُ؟! فَاحْذَرِ الشُّبُهَةَ وَ اشْتِمَالَهَا عَلَى
لُبْسَتِهَا، فَإِنَّ الْفِتْنَةَ طَالَمَا أَخَذَتْ
جَلَابِيْبَهَا، وَ اغْشَتِ الْإِبْصَارَ ظَلْمَتِهَا.

وَ قَدْ أَتَانِي كِتَابٌ مِنْكَ ذُو أَفَانِينَ مِنْ
الْقَوْلِ، ضَعَفَتْ قُوَاهَا عَنِ السَّلْمِ، وَ
أَسَاطِيرُ لَمْ يَحْكُمَا مِنْكَ عِلْمٌ وَ لَا حِلْمٌ، وَ
أَصْبَحَتْ مِنْهَا كَالْخَائِضِ فِي الدَّهَاسِ، وَ
الْخَابِطِ فِي الدِّيَاسِ، وَ تَرَقَّيْتُ إِلَى مَرْقَبَةِ